یہود اور ہنود ایک سکے کے دو رخ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ:-

ہم مؤمنوں کی خوش قسمتی کا ایک نہایت پر لطف گوشہ یہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں میں قرآن کریم جیسی مقدس وہ کتاب ہے، جس میں امم سابقہ و اقوام سابقہ کے احوال و کوائف بیان کیے گئے ہیں، ان کے باریک باریک طبائع پر قرآنی آیات مسقل تبصرہ کرتی نظر آتی ہے، صرف یہی نہیں ؛ بلکہ ان کے مکائد و رزائل کی پوری خبریں ہمارے ہاتھ میں دیتی ہے، ساتھ ہی ساتھ ان مختلف المزاج قوموں اوران گوناگوں طبائع پر مشتمل ملتوں کے ساتھ ایک دعوت کے شیدائی کا کیا رویہ ہونا چاہیے، اس کی ہدایت پیہم فراہم کرتی ہے۔

ہم اس وقت جن حالات راہنہ سے گذر رہے ہیں اس میں دونوں قوموں کی مزاج شاسی بہت اہمیت کی حامل ہے، جن کے زیرِ اثر عالم و جہاں کے چپے چپے متأثر ہو رہے ہیں، دونوں ہی اپنے کو فاتحِ عالم بن کر تمام اقوام و ملت کو صفحۂ ہستی سے ختم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں، جن کے درون دل کی آواز یہ ہے کہ تہذیبوں کے فرق مٹ کر تمدن کی سرحدیں سمیٹ کر، اور ثقافت کی بساط لپیٹ کر ایک ہو جائے۔

اِس جہانِ رنگ و بو میں ایک قوم کی چاہت کے مطابق یہودیت ہی یہودیت نظر آئے اور دوسری ملتِ کفریہ کی خواہش کے مطابق ہر جگہ کفر و شرک کے ڈیرے خیمہ زن دکھائی دیں۔

معزز سامعین! ان دونوں قوموں سے میری مراد کون ہیں وہ آپ میری اس قدر گفتگو سے بہ خوبی سمجھ چکے ہوں گے، چنانچہ وہ قوم ہیں یہود اور ہنود ایک سکے کے دو رخ۔

بحمد اللہ قرآن کریم بھی ان دونوں کی طبائع بیانی سے خاموش نہیں، ایک نہیں کئی ایک مقام پر اُس نے اِس بارے میں ہماری رہنمائی کی ہے، سچ یہ ہے کہ اگر ان دونوں قوموں کی افتادِ طبع اور طبعی ساخت پرداخت پر نصوص کی روشنی میں غور کریں تو ہم ان بے شمار پریشانیوں سے نجات پا جائیں، جن سے ان کے خمیر سے ناواقفیت کی بنا پر ہم دوچار ہیں، مزید براں قرآن وحدیث کے سہارے یہ طے کرنا بھی آسان ہوگا کہ ان کی طرف مبعوث انبیاءؑ نے اپنے اپنے زمانے میں ان کی مختلف حرکتوں کے بالمقابل کیا روش اپنائی تھی، اللہ کرے! میں اس موضوع کے مخفی گوشوں کو اجاگر کرنے میں کامیاب ہوسکوں۔

معزز سامعین! یہاں میں آپ حضرات کے سامنے یہود اور ہنود کی ان عادات سیئہ کو بیان کروں گا جو ان دونوں میں قدر مشترک ہیں، ان میں سے اکثر کی نشان دہی نصوص میں وارد ہوئی ہے، ساتھ ہی تقابلی جائزہ بھی آپ کے گوش گذار کروں گا جس سے مضمون فہمی میں آسانی رہے گی، ان شاء اللہ۔

حضرات! جہاں تک قوم یہود کا تعلق ہے تو سرِ دست یہ کہوں گا کہ یہی بنی اسرائیل ہیں، جن کی طرف حضرت موسیٰؑ مبعوث ہوئے اور قرآن جا بہ جا ان کی کوتاہ چشمیوں اور مذہب فراموشی و کج طبعی کا تذکرہ لے کر نازل ہوا ہے۔

اس قوم کی سرشت کا اولین نقطہ یہ ہے کہ ''حب دنیا'' کوٹ کوٹ کر ان میں بھری ہوئی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ رزیلہ جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''حُبُّ الدُّنیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃ'' کہہ کر گناہوں اور جملہ نقائص کا منبع بتایا تھا، وہی اس قوم کی خشتِ اول ہے، یہود کے متعلق محاورہ مشہور ہے کہ یہود کی ایک جان جاتی ہے تو چہار دانگ عالم میں ماتم کیا جاتا ہے، بالفاظ دگر یہود کو

دنیوی زندگی سے بڑی محبت ہے، ”یَوَدُّ أَحَدُھُمْ لَوْ یُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ“ مگر کسی یہودی کو مارنا ہو تو یہودی کے سامنے سے گذر رہی ”بس“ کے آگے پیسوں کی چند کوڑی ڈال دو، یہودی اسے لینے جان کی پرواکیے بغیر کود پڑے گا۔

یہی وہ قوم ہے جس کے علماء نے دنیوی چند ٹکوں کی خاطر نہ صرف یہ کہ ضمیر فروشی کی؛ بلکہ مذہب فروشی کا وہ سنگین جرم کیا ہے جس کے بارے میں ”اِشْتَرَوْا بِاٰیَاتِیْ ثَمَناً قَلِیْلاً“ کی ربانی ڈانٹ کے بار بار مورد بنے، کہنے کو تو ان کی ہر توبہ دنیا ستانی کا پیش خیمہ ہوا کرتی تھی، قرآن کہتا ہے ”فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ“

دوسری طرف یہی حال ہنود و مشرکوں کا بھی ہے، ’حُبِّ دنیا‘ سے یہ قوم اس قدر مغلوب ہے کہ جب کبھی دنیا و مذہب کا تقابل ہو، اس نے سدا دنیا ہی کو ترجیح دی ہے، ان کی ہر عبادت کے ساتھ دنیا پرستی کا چولی دامن کا تعلق ہے، ہندوستان میں رہنے والے ہم مسلمانوں کے لیے اس کو سمجھنا چنداں مشکل نہیں، چنانچہ ہنود کے تہواروں میں کیا جانے والا بے جا اسراف، اس کی جیتی جاگتی مثال ہے، اس پس منظر میں حالاتِ حاضرہ کا جائزہ لیں، تو یہود کی دنیا طلبی کا یہ منظر ہے کہ مبصرین کے کہنے کے مطابق: دنیا کی تقریباً تمام ہی ملٹی لیول کمپنیوں کا سرا یہود سے جا کر جڑتا ہے، کہتے ہیں کہ پوری دنیا کی معیشت کی باگ دوڑ صرف بارہ تیرہ یہودیوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے، ادھر ہنود کے مندروں کا جائزہ لیں، بلا مبالغہ سونے کے ڈھیروں میں پجاری پلتے ہیں، کئی کئی ٹن سونا ایک ایک مندر کے تہہ خانے میں ذخیرہ شدہ پڑا ہوا ہے۔

ان دونوں قوموں کی ایک مزید بد خلقی مؤمنوں سے عداوت ہے، قرآن کریم کا فرمان اس سلسلے میں کتنا دوٹوک ہے، ”لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِیْنَ“ مسلمانوں کے

تئیں دشمناوٹ کے اسی جذبے نے بہت سے ممالک کے مؤمنوں پر ان لوگوں نے اللہ کی وسیع سرزمین کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے، ہر دو قوم کی باہمی خفیہ مشاورت سے مسلمان ظلم کی بھٹی میں جل رہا ہے، اندرونی رپورٹ کی مہیب تصویر کا رخ اس قدر دلدوز ہے کہ ہمارے ذہنوں کی رسائی بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی، چنانچہ آئے دن راز فاش ہونے پر ان کی پولیں کھل کھل کر بہ ذریعہ ذرائع ابلاغ سامنے آتی رہتی ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ہوتا وہی ہے جو ربِ ذوالجلال چاہتے ہیں، اپنے اس جذبۂ عداوت کی تسکین کے لیے دونوں قومیں انفرادی اور اجتماعی طور پر بلا مبالغہ کروڑوں ڈالر خرچ کرتے ہیں، اپنے ممالک میں بجٹ کا ایک خاص حصہ اسی عداوت کو بروئے کار لانے کے لیے وقف ہے۔

معزز سامعین! یہود اور ہنود کی ایک نفسیاتی مشترک خرابی یہ بھی ہے کہ وہ ذاتی مفادات کے لیے ہمیشہ سے مذہبیات کا سودا کرتے چلے آئے ہیں، اسی خودغرضی کی تکمیل کے لیے مذہبی نصوص میں تحریف کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، مفاد پرستی کا رنگ ان کی زندگیوں میں اتنا گہرا ہوتا چلا گیا کہ مذہب کا اصل چہرہ ہی مسخ ہو کر رہ گیا، "یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" وغیرہ آیات میں کئی ایک مقامات پر ان کی اس بری حرکت کو خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

برادرانِ گرامی! ہنود اور یہود دونوں قوموں کی ایک نہایت شنیع وقبیح حرکت یہ رہی ہے کہ ان کے پیروکاروں نے اپنے سب سے بڑے محسنوں کو قتل کرتے ہوئے ذرہ بھر دریغ نہیں کیا، حضراتِ انبیاءؑ کا قتل اپنی ہی قوموں کے ہاتھوں ہوا، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کے قتل کے منصوبے اسی قوم یہود نے بنائے، اسی زاویے پر دستک دیتے ہوئے قرآن ان

سے سوال کرتا ہے، ”قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ أَنْبِيَاءَ اللهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ“

ہنود میں بھی رشی منیوں کا اپنے پیروکاروں کے ہاتھوں قتل گاہے بہ گاہے تاریخ کے صفحات میں دیکھنے کو ملتا ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے قدر مشترک گناہ، نصوص میں تلاش کیے جا سکتے ہیں، جن سے دونوں قوموں کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں، چنانچہ گوسالہ پرستی، مؤمنوں کو پہنچنے والی کلفتوں پر دلی خوشی کا اظہار، اسلام کے تعلق سے دلوں میں بھرا ہوا غیظ وغضب، دونوں قوموں کی یگانگت، ان کی خفیہ ملاقاتوں میں اسلام اور اہل اسلام کی تخریب کاری کے متعلق تیار ہونے والے ایجنڈے وغیرہ بہت سے وہ ہیں جن سے یہود اور ہنود ایک ہی سکے کے دو رباز ونظر آتے ہیں۔

اللہ کرے ہم ان سرشتوں کے سلسلے میں جو تعلیمات ربانی ہیں، انہیں پڑھیں سمجھیں، اور اپنی زندگی کے مختلف مرحلوں میں ان پر عمل درآمد ہوں، قرآن کریم کے قائم فرمودہ اصول مثلاً: ان سے بے جا خلط اختیار نہ کرنے، ان کی مذہبی تقریبات سے بالخصوص گریز کرنے، ان کے دنیوی ہدایا کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے اسلامی اقدار کی حفاظت میں سینہ سپر، عبادات میں فتور کا شکار نہ ہوتے ہوئے پوری تن دہی کے ساتھ انہیں زندہ رکھنے اور نسلوں تک عمل کی اسپرٹ منتقل کرنے وغیرہ مہمات پر اگر ہم مسلمان عمل پیرا ہوں تو امید ہے کہ ان دشمنوں کے دانت کھٹے ہو جائیں گے، مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ قرآنی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے، ایسی دعا کے رخصت ہوتا ہوں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين